ملفوظاتِ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ

إمام دار الهجرة ابو عبد الله مالك بن انس بن ابی عامر الأصبحی رحمہ اللہ تعالیٰ

محمود اشرف عثمانی

استاذ الحدیث و نائب مفتی جامعہ دار العلوم کراچی

مکتبہ دار العلوم کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوٹ : یہ ملفوظات بکھرے موتی ہیں جنہیں مختلف کتابوں سے مختلف اوقات میں نقل کیا گیا ہے۔

۱......(۱) امام مالکؒ کے پردادا سیدنا ابو عامر صحابی تھے رضی اللہ عنہ ، ان کے دادا مالک بن ابی عامر علماء تابعین میں سے تھے اور جن چند لوگوں نے خلیفہ مظلوم سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو غسل دیا اور تدفین کی یہ ان میں سے ایک تھے۔ امام مالکؒ کے والد تاجر تھے مگر چچا نافع ابو سہیل علماء میں سے ہیں اور مؤطا میں ان کی روایت موجود ہے۔ امام مالکؒ کو امام دار الھجرۃ اور امام اہل المدنیہ بھی کہا جاتا ہے اور یہ بات معروف ہے کہ سیدنا حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں جس عالم بے بدل کا ذکر کیا گیا ہے بظاہر اس کا مصداق امام مالک ہی ہیں یہ حدیث مؤطا امام مالک ، مسند احمد ، جامع ترمذی اور سنن نسائی میں موجود ہے کہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہے کہ لوگ سواریوں اور اونٹوں پر لمبا سفر کر کے علم کی تلاش میں نکلیں گے تو مدینہ کے عالم سے بڑھکر وہ کوئی عالم نہیں پائینگے۔

۲......امام مالک نسبتاً دراز قد تھے سر بڑا تھا رنگ بھورا تھا ، کان کچھ بڑے تھے ، ڈاڑھی گھنی تھی ، موچھیں رکھنی کی عادت تھی بلکہ موچھیں منڈوانے کو مکروہ قرار دیتے تھے (۲) ایک مرتبہ ایک شخص کو دیکھا جس کی موچھیں اور سر کے بال دونوں

(۱) نمبر ۱ : سے شروع ہونے والے ملفوظات شیخ محمد منتصر کتانی کی کتاب " الإمام مالک " سے ماخوذ ہیں۔ (طبع بیروت ۱۹۷۲ء)

(۲) احادیث شریفہ میں بھی موچھوں کو منڈانے کا حکم نہیں ہے بلکہ گھٹانے اور کم کرنے کا حکم ہے۔

منڈے ہوئے تھے تو فرمایا۔ اگر شیطان تمہیں پکڑ کر سزا دیتا تو یہی کرتا جو تم نے خود اپنے ساتھ کیا ہے کہ اس کے بال اور مونچھیں سب غائب ہیں۔

۳......لباس اچھا استعمال فرماتے (۱) عمدہ خوشبو لگاتے اور فرماتے کہ تواضع تقویٰ اور دین میں ہونی چاہئے نہ کہ ظاہری لباس میں۔ گوشت بھی مرغوب تھا اور پھلوں میں کیلا، فرماتے کہ اس پھل پر مکھیاں نہیں بیٹھتیں۔ گرمیوں میں وہ شربت پسند تھا جس میں کھجوریں ہوں اور سردیوں میں پانی میں شہد ملا کر بھی استعمال فرماتے۔

۴......اپنے زمانہ کے خلوت نشین بزرگ حضرت عبداللہ العمری الزاہدؒ نے ایک مرتبہ امام مالکؒ کو خط لکھا جس میں انہیں ترغیب دی کہ وہ لوگوں سے میل جول ترک کر دیں اور زہد وعبادت کی طرف توجہ زیادہ دیں۔ تو امام مالکؒ نے انہیں جواب تحریر کیا:

> "بے شک اللہ تعالیٰ نے جس طرح لوگوں میں رزق تقسیم کئے ہیں اسی طرح نیک اعمال بھی تقسیم کئے ہیں کسی کو نماز کی اتنی توفیق ہے جتنی روزوں کی نہیں کسی کو صدقہ کی خوب توفیق ہوتی ہے مگر نفلی روزوں کی نہیں۔ کسی کو جہاد کی وہ رغبت ہوتی ہے جو نفل نمازوں کی نہیں ہوتی اور علم دین کی نشر واشاعت تمام اعمال صالحہ میں سے سب سے افضل عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے جس عبادت کی توفیق دی ہے میں اس پر راضی ہوں اور میرا خیال ہے کہ یہ عبادت آپ کی عبادت سے کم درجہ کی نہیں ہے۔ اور ہم سب اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ جس نیک عمل کی توفیق دیدیں اس پر ہمیں راضی رہنا واجب ہے۔ والسلام
> (ص:۴۱)

---

(۲) بہت سارے علماء اور مشائخ اچھا لباس اس لئے بھی استعمال کرتے کہ لوگ انہیں محتاج اور فقیر قرار دیکر سوالی نہ سمجھیں۔

۵......امام مالک کے اساتذہ میں حضرت عبداللہ بن الحسن ، حضرت جعفر صادق ، حضرت عبداللہ بن فضل بن عباس رضی اللہ عنہم ، حضرت عبدالرحمان بن القاسم بن محمد بن ابی بکر ، حضرت ہشام بن عروہ حضرت زید بن اسلم ، حضرت محمد بن المنکدر ، حضرت محمد بن ابی ذئب ، حضرت عبداللہ بن یزید بن ہرمز ، حضرت نافع بن ابی نعیم ، حضرت نافع مولی عبداللہ بن عمر ، حضرت ربیعہ الرای ، حضرت ابن شہاب زھری جیسے اکابر شامل ہیں۔

٦......امام مالکؒ کے شاگردوں میں امام شافعی ، امام محمد بن الحسن الشیبانی ، لیث بن سعد ، عبدالرحمان الأوزاعی ، سفیان ثوری ، سفیان بن عینیہ ، اسد بن الفرات ، عامر بن محمد ، یحیٰ بن یحیٰ اللیثی ، عبداللہ بن المبارک ، شعبہ بن الحجاج ، جسے نامور اہل علم شامل ہیں۔

۷......امام مالکؒ کی اپنی کتاب مؤطا تو معروف زمانہ ہے البتہ ان کے فقہی مسائل چار اہم کتابوں میں جمع کئے گئے ہیں ، اُسدیہ جسے ان کے شاگرد فاتح صقلیہ اسد بن الفرات نے تحریر کیا ، واضحہ جسے ان کے شاگرد عبدالملک بن حبیب الأندلسی نے مرتب کیا ، اور مدوّنہ ، اور مختلطہ جسے ان کے شاگرد سحنون القیروانی نے جمع کیا۔

۸......مؤطا امام مالکؒ کو بھی ان کے کئی شاگردوں نے روایت کیا ، جن میں یحیٰ بن یحیٰ اللیثی الاندلسی ، عبداللہ بن مسلم القعنبی ، احمد بن ابی الزھری اور امام محمد بن الحسن الشیبانی شامل ہیں ۔ ان میں مؤطا قعنبی بڑی بھی ہے اور اس میں روایات سب سے زیادہ ہیں۔

۹......امام مالکؒ نے چودہ خلفاء کا زمانہ پایا ولید بن عبدالملک ، سلیمان بن عبدالملک ، عمر بن عبدالعزیز ، یزید بن عبدالملک ، ھشام بن عبدالملک ، ولید بن یزید ، یزید بن الولید ، ابراہیم بن الولید ، مروان بن محمد پھر ابوالعباس السفاح ، ابوجعفر المنصور

، محمد المہدی، موسیٰ الہادی اور ہارون الرشید اپنے زمانہ میں انہوں نے محمد بن عبداللہ الکامل (محمد نفس زکیہ) کے انقلاب میں ان کی مدد کی جیسے امام ابوحنیفہ نے بھی عراق میں ان کی پوری مدد کی تھی لیکن امامین جلیلین کے پورے تعاون کے باوجود یہ کوشش کامیاب نہ ہوسکی، بلکہ بعد میں امام ابوحنیفہ اور امام مالک دونوں کو طرح طرح کے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔

۱۰......امام مالکؒ کے مذہب فقہی کا اندلس، مراکش، الجزائر، تیونس، لیبیا اور پرتگال وغیرہ کے علاقوں میں بڑا شیوع ہوا۔ اور عرب دنیا میں بھی قابل احترام علماء مالکیین کی ایک بڑی تعداد پائی جاتی ہے۔

۱۱......(۱) سرکاری حکام میں سے ایک نے امام مالکؒ سے پوچھا کہ اے ابوعبداللہ آپ کے اصحاب تو خضاب کرتے ہیں آپ بالوں میں خضاب کیوں نہیں لگاتے؟ فرمایا کیا انصاف میں سے صرف یہ رہ گیا ہے کہ میں بالوں کو خضاب لگاؤں؟(۲)۔ (ص:۴۱)

۱۲......ابن ابی اویس فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں امام مالک سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ یہ علم، دین کا علم ہے تو دیکھ لیا کرو کہ تم اپنا دین کس سے سیکھ رہے ہو؟ (یعنی ہر شخص سے علم دین حاصل کرنا جائز نہیں) پھر فرمایا کہ میں نے ایسے ستّر (۳) حضرات کو دیکھا ہے جو حدیث روایت کرتے تھے مگر میں نے اُن سے علم حاصل نہیں کیا حالانکہ وہ ایسے امانتدار تھے کہ اگر انہیں بیت المال کا ذمہ دار بنایا جاتا تو وہ اس

---

(۱) نوٹ: نمبر ۱۱ سے شروع ہونے والے ملفوظات امام عبدالبر اندلسی (م ۴۶۳ھ) کی کتاب ''الانتقاء فی فضائل الائمة الثلاثة الفقهاء'' سے مأخوذ ہیں۔

(۲) مطلب یہ کہ خضاب تو زیادہ سے زیادہ مستحب ہے اگر کوئی اسے نہ کرے تو اس پر کوئی ملامت نہیں لیکن معاملات میں عدل وانصاف سے کام لینا تو فرض ہے اس کی طرف توجہ زیادہ ضروری ہے۔

(۳) ''ستّر'' کا لفظ عربی زبان میں کثرت کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے اردو میں بیسیوں اور سینکڑوں کا لفظ۔

کے مستحق تھے لیکن اس امانت کے باوجود ان کا علم قابل اعتماد نہیں تھا ہاں جب ابن شہاب زھری مدینہ تشریف لائے تو ہم ان کے دروازہ پر کھڑے رہتے (ص:۴۶)

۱۳......فرمایا: چار آدمیوں سے علم حاصل نہیں کرنا چاہئے

(۱) بے وقوف سے (۲) گمراہ شخص سے جو اپنی بدعت کی طرف دعوت دیتا ہو

(۳) جھوٹے شخص سے جو عام گفتگو میں جھوٹ بولتا ہو خواہ حدیث میں اس کا جھوٹ ثابت نہ بھی ہو

(۴) ایسے شخص سے جو بظاہر فاضل نیک اور عبادت کرنے والا ہو لیکن ایسے یہ سمجھ نہ ہو کہ وہ کونسی حدیث لے رہا ہے اور آگے کیا بیان کر رہا ہے (۱)

۱۴......فرمایا: میں نے اپنے شہر مدینہ منورہ میں ایسے بزرگ دیکھے ہیں جو نیکی اور تقویٰ والے تھے اور حدیث شریف بھی بیان کرتے تھے مگر میں نے ان سے کوئی حدیث نہیں لی پوچھا گیا: کیوں؟ فرمایا اس لئے کہ جو احادیث وہ بیان کر رہے تھے ان کو وہ خود سمجھتے نہ تھے (۲)۔

۱۵......فرمایا: جدال (جھگڑنے) کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ (یعنی شرعی مسئلہ بتا دینا تو دین ہے لیکن اس پر جھگڑنے اور فتنہ وفساد برپا کرنے کا دین سے کوئی تعلق نہیں) ص:۷۰)

۱۶......فرمایا: ایسے علاقہ میں رہنا مناسب نہیں جہاں حق پر عمل نہ کیا جائے اور سلف صالحین کو برا بھلا کہا جائے۔

۱۷......امام مالک کثرت سے یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

(۱) یعنی اس میں روایت کی اہلیت تو ہو مگر اس میں ''درایت'' یعنی سمجھ اور تفقہ نہ ہو۔

(۲) اسی لئے امام ترمذیؒ نے جامع ترمذی میں فرمایا ہے کہ فقہاء ہی احادیث کے معنی کو بہتر سمجھنے والے ہیں۔

وخیرُ امورالدّین ما کان سُنّۃً — یعنی دین کی وہ چیز سب سے بہتر ہے جوسنت سے ثابت ہو

وشرُّ الامور المحدثاتُ البدائع — اور بدترین کام دین میں ایجادکردہ بدعات ہیں (ص: ۷۴)

۱۸......فرمایا: ’’ لاأدری ‘‘ (میں نہیں جانتا) عالم کے لیئے ڈھال ہے۔ (یعنی اگرسوال کا جواب یقینی طور سے معلوم نہ ہوتو عالم کو’’ لاأدری ‘‘ کہہ کر اپنی ناواقفیت کا اظہار کردینا چاہیئے۔)

۱۹......عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے امام مالک سے ایک مسئلہ پوچھا اور عرض کیا کہ میں چھ ماہ کا سفر کرکے یہ مسئلہ پوچھنے آپ کے پاس آیا ہوں، امام نے فرمایا: بتاؤ جب اس نے مسئلہ بتایا تو امام مالکؒ نے فرمایا مجھے علم نہیں۔ جن لوگوں نے تمہیں بھیجا ہے انہیں جا کر بتادو کہ مجھے اس مسئلہ کا جواب معلوم نہیں ....اس نے عرض کیا پھر اس مسئلہ کا جواب کیسے معلوم ہوگا؟ فرمایا: جسے اللہ تعالیٰ علم عطا کردے۔

عبدالرحمان بن مہدی فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ یہ بھی فرماتے تھے کہ فرشتوں نے بھی (اپنی ناواقفیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے)

سُبحانك لاعلم لنا إلّا ما علمتنا

اے اللہ آپ پاک ہیں ہمیں اتنا ہی علم ہے جتنا آپ نے ہمیں سکھادیا۔(۷۵)

۲۰......ھیثم بن جمیل فرماتے ہیں کہ میرے سامنے امام مالک سے اڑتالیس مسائل پوچھے گئے بتیس (۳۲) کے بارے میں انہوں نے فرمایا: ’’لاأدری ‘‘(مجھے معلوم نہیں)۔

۲۱......امام مالک فرماتے تھے کہ میں نے عبداللہؓ بن یزید ہرمز کوسنا وہ فرماتے تھے کہ عالم کے لئے مناسب ہے کہ اپنے پاس بیٹھنے والوں کو’’ لاأدری ‘‘ کہنا

سکھائے تا کہ یہ جملہ پریشانی کے وقت ان کے کام آئے۔اور جب ان سے ایسا مسئلہ پوچھا جائے جس کا انہیں علم نہ ہوتو وہ بآسانی ''لاأدری'' کہہ سکیں۔

۲۲......مشہور صحابی حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے بھی یہ سند صحیح کے ساتھ منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا ''لاأدری'' نصف علم ہے۔

۲۳......عبداللہؒ الزبیری فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں امام مالک بن انس کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور پوچھا کہ تم میں مالک بن انس کون ہیں، لوگوں نے بتایا کہ یہ! اس شخص نے امام مالک کو سلام کیا گلے اور سینہ سے لگایا اور کہا واللہ گذشتہ رات خواب میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ اسی جگہ میں تشریف فرما تھا۔حضور ﷺ نے فرمایا مالک کو لیکر آو۔آپ کو لایا گیا تو آپ کپکپا رہے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کنیت کیساتھ مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اے ابوعبداللہ کچھ فکر مت کرو۔بیٹھ جاؤ۔آپ بیٹھ گئے حضور ﷺ نے فرمایا اپنا دامن پھیلاؤ تو آپ نے اپنا دامن پھیلا دیا تو حضور ﷺ نے اسے مُشک سے بھر دیا اور فرمایا اسے لے لو اور میری امت میں تقسیم کردو............راوی کہتے ہیں کہ خواب سن کر امام مالک رونے لگے اور فرمایا ﴿الرؤیا تسرُّ ولَا تغرُّ(۱)﴾ (خواب خوش تو کرسکتا ہے مگر دھوکہ میں نہیں ڈال سکتا)۔اگر تمہارا خواب سچا ہے تو اس کی تعبیر علم دین کی وہ امانت ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے۔(ص:۷۹)

۲۴......امام مالک فرماتے تھے کہ جو شخص سچ بولتا رہے گا اور جھوٹ سے مکمل پرہیز کریگا اس کی عقل درست رہے گی اور بڑھاپے میں اس کی عقل خراب نہ ہوگی۔

---

(۱) یہ امام مالکؒ کا مشہور اور بہت اہم مقولہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اپنے بارے میں اچھا خواب دیکھ کر یا سن کر خوش ہونا تو جائز ہے لیکن اس خواب کی وجہ سے دھوکہ میں پڑ کر تکبر، عُجب دعوی یا فخر وریاء بے عملی میں مبتلا ہو جانا جائز نہیں۔

۲۵......امام مالکؒ نے فرمایا کہ مجھ سے امیر المومنین مہدی نے کہا کہ اے ابو عبداللہ کیا آپ کے پاس گھر ہے؟ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین نہیں! لیکن ربیعہ بن أبی عبدالرحمان سے مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ آدمی کا اصل گھر اس کا نسب ہے۔(یعنی عزت گھر سے نہیں بلکہ حسب ونسب سے ہے)۔(۷۹)

۲۶......فرمایا خواہشات نفس کی پیروی کرنے والے (یعنی بدعتی گمراہ بدکردار لوگ) بُرے لوگ ہیں خود انہیں سلام نہ کیا جائے اوران سے دُور رہنا بہتر ہے۔(۷۱)

۲۷......امام مالک کی علمی مجلس بہت باوقار تھی۔امام ایک تخت پر بیٹھتے (تا کہ سب انہیں بآسانی دیکھ سکیں) اوردائیں بائیں قالینوں اورتکیوں پر مجمع ہوتا۔عام طور سے امام کی جمع کردہ احادیث ان کے شاگرد حبیب پڑھکر سناتے اگران سے کسی لفظ میں غلطی ہوجاتی تو امام انہیں لقمہ دیکر عبارت درست فرمادیتے۔اس وقت میں مجمع خاموش رہتا کوئی شخص پڑھنے والے کے نہ تو قریب آتا نہ اس کی کتاب کو جھانکنے کی ہمت کرتا نہ سوال کی اجازت ہوتی۔ہیبت اورجلال کا عالم طاری رہتا۔امام کے حبشی غلام بھی مجلس میں موجود ہوتے جونا مناسب آدمی کو مجلس سے باہر کردیتے تھے۔

اسماعیل بن موسی الفزاری فرماتے ہیں کہ میں امام مالکؒ کی خدمت میں گیا اُن سے حدیثوں کی درخواست کی انہوں نے بارہ حدیثیں مجھے سنائیں پھر رُک گئے، میں نے مزید کی فرمائش کی (شاید وقت یا انداز نامناسب ہوگا!) تو امام مالک نے اپنے غلاموں کو اشارہ کیا انہوں نے مجھے ان کی مجلس سے باہر کردیا۔

۲۸......امام مالک فرماتے ہیں کہ خلیفہ ابوجعفر منصور کے پاس مجھے جانا ہوا، میں نے دیکھا کہ لوگ دودو تین تین مرتبہ ان کے ہاتھ کو بوسہ دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ

نے مجھے عافیت نصیب فرمائی اور میں نے ان کے ہاتھ کو ایک مرتبہ بھی بوسہ نہیں دیا (۱)۔

۲۹......خلیفہ مہدی مدینہ منوّرہ آئے تو امام مالک کو دو ہزار دینار بھیجے، اس کے بعد ان کے وزیر ربیع امام کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ امیر المومنین کی خواہش ہے کہ آپ ان کے ساتھ دار السّلام (بغداد) چلیں۔ امام مالکؒ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

والمدینة خیر لهم لو کانوا یعلمون

مدینہ ان کے لئے بہتر ہے اگر وہ یہ بات سمجھیں

اور فرمایا کہ جو مال مہدی نے بھیجا ہے وہ اسی طرح رکھا ہوا ہے۔ (۸۴)

۳۰......۱۴۷ھ میں امام مالک کو طلاق کے ایک فتوی کی وجہ سے کوڑے بھی لگائے گئے۔ مدینہ کے گورنر جعفر بن سلیمان نے خوشامدیوں اور امام کے حاسدوں کی باتوں سے متاثر ہو کر امام کو کوڑے لگائے۔ تشدّد کی وجہ سے امام کا ایک ہاتھ بھی متاثر ہو گیا تھا۔ اسی لئے بعد میں امام جب اپنی مجلس سے اٹھتے تو اپنے ایک ہاتھ سے دوسرا ہاتھ سنبھالتے۔ (۱۲۳)

۳۱......(۲) یحیٰ بن سعید القطان فرماتے ہیں کہ میں ۱۴۴ھ میں مدینہ حاضر ہوا، امام مالک کے سر اور ڈاڑھی کے سب بال سیاہ تھے (نوجوان تھے) لوگ ان کے اردگرد چُپ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی ہیبت کی وجہ سے کوئی ان کے سامنے بولتا نہ تھا

---

(۱) بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو جعفر بھی علماء کا احترام کرتے تھے۔ حضرت ھشام بن عروہ بن الزبیر نے ایک مرتبہ حسب عادت ان کے ہاتھ چومنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے خود منع کر دیا اور کہا کہ "آپ کی عزّت اس سے کہیں زیادہ ہے"۔ واضح رہے کہ کسی عالم۔ بزرگ والد یا بڑے کا ہاتھ یا پیشانی چومنا فی نفسہ جائز ہے البتہ اس کی عادت بنانا درست نہیں ۱۲م

(۲) ۳۱ سے شروع ہونے ملفوظات قاضی عیسیٰ بن مسعود الزواوی (متوفی: ۷۴۳ھ) کتاب مناقب الامام مالک بن انس سے ماخوذ ہیں (طبع مکتبة طیبة المدینة المنورة ۱٤۱۱ھ)

اور مسجد نبوی میں ان کے علاوہ کوئی اور شخص فتوی نہ دیتا تھا۔ میں ان کی خدمت میں بیٹھا رہا، ان سے حدیثیں سنیں، پھر درخواست کی تو انہوں نے مزید حدیثیں سنائیں پھر امام کے شاگردوں نے مجھے اشارہ کیا تو میں چپ ہو گیا۔

۳۲...... امام مالکؒ نے موطا لکھی تو دوسرے لوگوں نے بھی امام کی حرص میں موطات لکھنی شروع کر دیں۔ امام مالک کو لوگوں نے آ کر بتایا کہ آپ نے موطا لکھی ہے دوسرے لوگ بھی اسی نام سے کتابیں لکھ رہے ہیں فرمایا ان کی تحریرات لا کر مجھے دکھاؤ۔ وہ تحریرات لائی گئیں امام نے ایک نظر انہیں دیکھا پھر فرمایا: "تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ان میں صرف وہی کتاب سربلند ہوگی جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے لکھی گئی ہو" چنانچہ منجانب اللہ ایسا ہی ہوا۔ ساری موطآت کا نام ونشان مٹ گیا اور موطا امام مالک آج بھی باقی ہے۔ (ما کان للہ فھو یبقی)

۳۳...... امام مالک سے جب بھی کوئی سوال کیا جاتا یا وہ کوئی کام شروع کرتے یا گھر تشریف لیجاتے تو "ماشاء اللہ" کہا کرتے تھے۔ کیونکہ قرآن مجید میں ہے۔ ﴿ولو لا اذ دخلت جنتك قلت ماشآء الله لاقوة الا بالله﴾ تم جس وقت اپنے باغ میں پہنچے تو تم نے "ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ" کیوں نہیں کہا (سورۃ کہف آیت: ۳۹)

۳۴...... خلیفہ مہدی مدینہ آئے تو امام مالکؒ کی طرف ایک خچر بھیجا کہ وہ سوار ہو کر ان کے پاس آئیں۔ لیکن امام مالکؒ نے خچر واپس کر دیا اور فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ میں مدینہ میں سواری پر سوار ہوں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر موجود ہے۔ چنانچہ پیدل تشریف لے گئے مگر بیمار تھے اس لئے مدینہ منورہ کے تین بڑے علماء مغیرہ بن عبدالرحمٰن، حسن بن ابی زید، اور علی بن ابی علی ساتھ تھے اور امام مالک کو سہارا دے رہے تھے۔ مہدی نے دیکھا تو کہا سبحان اللہ!

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی وجہ سے خچر واپس کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان علماء کو ان کے لئے مسخر کر دیا۔ اللہ کی قسم اگر میں ان علماء کو اس کام کے لئے کہوں تو یہ کبھی قبول نہ کریں۔ مغیرہ نے فرمایا۔ اے امیر المومنین ہم اہل مدینہ پر فخر کرتے ہیں کہ امام نے ہمیں اس خدمت کا موقعہ دیا ہے۔ (۱۲۶)

۳۵...... خلیفہ وقت ہارون رشید مدینہ منورہ آئے تو امام مالک کو پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے پاس آئیں ہم آپ سے حدیثیں سننا چاہتے ہیں امام نے جواب میں پیغام بھیجا کہ آپ علم کی عزّت کو کم نہ کریں ورنہ آپ کی عزّت کم ہو جائیگی۔ انہوں نے پھر پیغام بھیجا کہ ہم آپ سے علم حاصل کرنا چاہتے ہیں امام نے جواب میں کہلایا کہ علم کے پاس حاضر ہوا جاتا ہے علم خود نہیں جاتا۔ ہارون نے اس پر یہ درخواست کی کہ ٹھیک ہے ہم آجائینگے لیکن جب ہم آئیں تو آپ عام لوگوں کو اپنے پاس آنے سے روک دیں امام نے فرمایا اگر علم عام لوگوں سے روک دیا جائے تو نہ عوام کو فائدہ ہوگا نہ خواص کو۔ ہارون نے کہلوایا چلئے یہ شرط بھی تسلیم ہے لیکن جب ہم آئیں تو آپ خود ہمیں حدیثیں سنائیں، امام مالکؒ نے فرمایا میں نے اتنی مدّت سے خود احادیث نہیں سنائیں ہاں میری مجلس میں میرا نمائندہ حدیثیں پڑھکر سناتا ہے (اور انہی کی روایت کی جاتی ہے(۱) بہر حال ہارون رشید امام مالکؒ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور امام کے شاگرد خاص معن بن عیسیٰ نے اس روز احادیث کی قراءت کی...... جب ہارون اس مجلس میں پہنچے تو جس چوکی (تخت) پر امام مالک بیٹھے ہوئے تھے وہاں جا کر بیٹھ گئے کہ احادیث کے سماع میں شریک ہو سکیں امام مالک نے ان سے کہا اے امیر المومنین میں نے جتنے علماء کو پایا ہے وہ سب اللہ کے لئے تواضع اختیار کرنے کو پسند کرتے تھے...... ہارون اشارہ سمجھ گئے اور چبوترہ سے اتر کر سامنے شاگردوں کی طرح جا بیٹھے اور حدیثوں کا سماع کیا (ص: ۱۲۶، ۱۲۷)

(۱) یہ طریقہ محدثین کی اصطلاح میں ''اخبار'' کہلاتا ہے اور مدارس دینیہ میں آج کل یہی طریقہ رائج ہے ۱۲ محمود غفرلہ

۳۶......عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز العمری کہتے ہیں کہ امام مالکؒ نے فرمایا بعض اوقات کوئی دینی سوال سامنے آتا ہے تو نیند اڑ جاتی ہے اور کھانے کی خواہش ختم ہو جاتی ہے، انہوں نے نے عرض کیا اے امام یہ کس وجہ سے، جبکہ لوگ تو آپ کی بات کو پتھر کی لکیر سمجھتے ہیں، فرمایا: جس کا یہ حال ہو اس کی یہی حالت ہونی چاہئے۔

۳۷......ایک شخص نے امام مالکؒ سے پوچھا ''الرحمن علی العرش استوٰی ''میں استواء سے کیا مراد ہے؟ فرمایا استواء کا مفہوم سب کو معلوم ہے اس کی کیفیت ہمارے عقل سے ماوراء ہے، ایسی چیزوں کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے ہاں اس آیت پر ایمان لانا واجب ہے اور میرا خیال ہے کہ تم گمراہ ہو۔ پھر حکم دیا کہ اسے مجلس سے نکال دیا جائے۔

۳۸......قاضی جبریل بن عبدالحمید آئے تو بیٹھ کر سوال کرنے کے بجائے انہوں نے کھڑے کھڑے سوال کیا۔ امام مالکؒ نے انہیں مجلس سے نکال دیا۔ عرض کیا گیا کہ یہ قاضی ہیں فرمایا قاضی صاحب ادب کے زیادہ مستحق ہیں۔

۳۹......امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں ابو حازم کی مجلس میں حاضر ہوا مگر وہاں بیٹھنے کی جگہ نہیں تھی اس لئے میں آگے نکل گیا کیونکہ کھڑے کھڑے حدیثیں سننا مجھے ناپسند ہوا (۱)۔

۴۰......مُطّرف فرماتے ہیں کہ امام مالک کے پاس جب لوگ آتے تو خادمہ باہر نکل کر پوچھتی کہ آپ لوگ مسائل پوچھنے آئے ہیں یا احادیث سننے؟ اگر لوگ بتاتے کہ مسئلہ پوچھنے آئے ہیں تو امام باہر کر ان سے مل لیتے۔ لیکن اگر وہ بتاتے کہ حدیث سننے تو امام غسل خانہ تشریف لے جاتے۔ غسل کرتے خوشبو لگاتے، نئے کپڑے زیب تن فرماتے خوبصورت ٹوپی پہنتے اور عمامہ باندھتے ان کی چوکی

(۱) امام ابوحنیفہؒ بھی کھڑے کھڑے یا چلتے ہوئے دینی مسئلہ بتانے کو منع فرماتے تھے۔

(تخت) باہر لگائی جاتی اور وہ اس پر بیٹھ کر مجلس حدیث قائم فرماتے اور اس دوران عود کی دھونی دی جاتی رہتی تھی جب تک کہ مجلس ختم نہ ہو جائے۔

۴۱......امام مالکؒ اس بات کو ناپسند کرتے کہ وہ راستہ میں حدیث شریف بیان کریں یا کھڑے ہو کر یا جلدی کی حالت میں۔ اور فرماتے کہ یہ عظمت حدیث کے خلاف ہے۔

۴۲......ابن مہدی کہتے ہیں کہ میں ایک دن امام مالکؒ کے ساتھ عقیق (وادی) کی طرف گیا۔ راستہ میں میں نے ان سے ایک حدیث پوچھی تو انہوں نے مجھے جھڑک دیا اور فرمایا مجھے تم سے یہ امید نہ تھی کہ تم اس طرح راہ چلتے مجھ سے حدیث پوچھو گے۔ (۱۴۱)

۴۳......امام مالکؒ عظمت صحابہ رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں بہت سخت تھے۔ اور جو ان کی شان میں ادنی گستاخی کرے اسے سزا کا مستحق سمجھتے ہیں۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرے اسے کوڑے لگائے جائیں گے اور جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائے تو اسے قتل کیا جائے گا۔ پوچھا گیا کہ کیوں؟ فرمایا کہ قرآن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت موجود ہے جو اُن پر تہمت لگاتا ہے وہ قرآن کا مخالف ہے۔

۴۴......امام مالکؒ فرماتے تھے کہ جو صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کی شان میں گستاخی کرے اس کا مالِ فیئ (بیت المال) میں کوئی حق نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورۃ الحشر میں) فیئ مسلمانوں کے تین طبقات کا حق قرار دیا ہے۔

(۱) مہاجرین

(۲) انصار

(۳) وہ مسلمان جو مہاجرین وانصار صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد آئے مگر ان

کے بارے میں وہ قرآن کے اس حکم پرعمل کرتے ہوں۔

﴿والذین جآء وامن بعدھم یقولون ربنااغفرلنا ولإخواننا الذین سبقونا بالإیمان ولا تجعل فی قلوبنا غلاّ للّذین آمنوا ربنا انك رؤوف رحیم﴾

ترجمہ: اور وہ لوگ ان (مہاجرین وانصار) کے بعد آئے اور جو یہ کہتے ہیں کہ اے پروردگار ہماری مغفرت فرمااور ہمارےاُن بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دیجئے اے پروردگار بے شک آپ بڑے مہربان رحم کرنے والے ہیں (سورۃ الحشر ۱۰)

۴۵......اسحاق بن عیسیٰ نے امام مالک سے پوچھا کہ میں اگر کسی شخص کو خلاف سنت دیکھوں تو کیا اس سے جھگڑا کروں؟ فرمایا: نہیں لیکن تم اسے سنت کے بارے میں بتادو اگر وہ قبول کرلے تو ٹھیک ورنہ خاموش ہو جاؤ۔(۱۴۶)

۴۶......امام مالک جھگڑے مناظرہ بحث بازی کو سخت ناپسند فرماتے تھے اشہب فرماتے ہیں کہ میں امام مالک کو سنا فرماتے تھے کہ اگر کوئی ہم سے دین کے بارے میں جھگڑا کریگا تو ہم اسے اس کی حالت پر چھوڑ دینگے اور خود دین طلب کرنے میں لگے رہنگے۔(۱۴۶)

۴۷......اشہب فرماتے ہیں کہ امام مالک فرماتے تھے بدعات سے بچو۔عرض کیا گیا کہ بدعتیوں میں کون کون داخل ہیں فرمایا وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی صفات علم کلام وغیرہ میں فضول گفتگو کرتے ہوں اور جن مسائل سے صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعینؒ خاموش رہے ہیں ان میں خاموش نہ رہتے ہوں وہ بھی بدعتی ہیں۔

۴۸......امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر امام مالکؒ کے پاس گمراہ لوگ آتے اور

بحث کرنا چاہتے) تو امام مالکؒ ان سے فرماتے کہ میں تو اپنے واضح دین برحق پر مطمئن ہوں ہاں تم شک اور گمراہی میں مبتلا ہو لہٰذا اپنے ہی جیسے کسی شکی کے پاس جاؤ وراس سے بات کرو۔

۴۹......فرمایا: کہ اگر کوئی شخص شرک سے محفوظ رہنے کے بعد گناہوں میں مبتلا ہو جائے لیکن گمراہی، بدعتوں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی سے بچتا رہے تو اس کی نجات کی قوی امید ہے۔

۵۰......ابن وہب فرماتے ہیں کہ ہم امام مالکؒ کی خدمت میں تھے مجلس میں سنت کا ذکر آیا تو امام مالکؒ نے فرمایا سنت نبوی، حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند ہے جو اس میں سوار ہوا وہ بچ گیا اور جو اس سے علیحدہ رہا وہ غرق ہوا۔

۵۱......خالد بن خداش فرماتے ہیں کہ میں نے الوداعی ملاقات میں امام مالکؒ سے نصیحت کی درخواست کی تو فرمایا: دیکھو اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کا اہتمام کرنا اور علم صرف اہل علم ہی سے حاصل کرنا۔(۱۴۹)

۵۲......فرمایا: علم نور ہے، اللہ تعالیٰ یہ نور جسے چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے، علم اقوال بیان کرنے کا نام نہیں۔

۵۳......فرمایا: ہمارے بڑے حضرات اور سلف صالحین کسی چیز پر حرام یا حلال ہونے کا فتویٰ لگانے میں بہت احتیاط کرتے تھے۔حلال اور حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حلال یا حرام قرار دیا ہو یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ (۱) امام مالک اس موقعہ پر یہ آیت بھی پڑھتے :

قل أرأيتم ما انزل الله لكم من رزق فجعلتم منه حراماً وحلالا، قل آ اللهُ اذن لكم أم على الله تفترون

---

(۱) اسی لئے امام مالکؒ اور امام محمد بن الحسن الشیبانی رحمہما اللہ تعالیٰ کی تحریرات اور کلام میں بہت احتیاط ملتی ہے۔جو مسائل قیاس سے ثابت ہوں ان پر صراحۃ حلال یا حرام کا اطلاق کرنے کے بجائے أکرهه میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔لا ینبغی له کے محتاط الفاظ استعمال فرماتے ہیں۔

ترجمہ: آپ ان سے کہیے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جو رزق اتارا تھا تم نے اس کا کچھ حصہ حرام اور کچھ حلال قرار دے لیا کیا تمہیں اللہ نے یہ حکم دیا ہے یا تم اللہ تعالیٰ پر افتراء کرتے ہو۔

(۵۹: سورۂ یونس)

۵۴.....فرمایا: کہ کعبؒ احبار سے (مشہور عالم جو توراۃ کے بھی بڑے عالم تھے) پوچھا گیا کہ اہل علم کون ہیں فرمایا جو اپنے علم پر عمل کرتے ہوں۔ پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ اہل علم کے سینوں سے علم کب نکال لیتے ہیں؟ فرمایا جب ان کے دل میں لالچ پیدا ہو جائے۔

۵۵.....فرمایا: جو شخص ہر اچھی بات سن کر آگے بیان کر دے وہ غلطی سے محفوظ نہیں رہے گا اور کبھی مقتدا نہ بن سکے گا۔ فرمایا لوگ حق اور باطل گڈمڈ کر دیتے ہیں اسلئے احتیاط چاہئے اور کبھی بات اچھی ہوتی ہے مگر دوسری بات اسکے مقابلہ میں زیادہ قوی تر ہوتی ہے۔

۵۶.....فرمایا: اگر کلام کم ہو تو بالعموم جواب درست ہوتا ہے اور جب گفتگو زیادہ ہو تو غلطی بھی زیادہ ہوتی ہے۔

۵۷.....فرمایا: ابن ھرمزؒ اور عبدالرحمان بن القاسم بہت کم گفتگو کرتے تھے۔

۵۸.....اسحاق بن محمد فزاری فرماتے ہیں کہ ہم امام مالکؒ کی مجلس میں تھے۔ ایک شخص کی تعریف کی گئی تو امام مالک خاموش رہے۔ عرض کیا گیا کہ آپ نے کوئی بات ارشاد نہیں فرمائی۔ فرمایا ہمارے اساتذہ میں یہ مقولہ معروف تھا کہ فلاں شخص بہت اچھا تھا بشرطیکہ وہ ایک ماہ کی گفتگو ایک دن میں نہ کرتا۔ (یعنی اس کثرت کلام کی برائی نے اس کی سب خوبیوں پر پانی پھیر دیا)۔ ۱۵۲

۵۹.....فرمایا جب تم مشکوک امور دیکھو (یعنی وہ احکام جو قطعی نہ ہوں) تو وہ موقف اختیار کرو جس میں نرمی ہو۔

۶۰......فرمایا: ''لاأدری'' عالم کے لئے ڈھال ہے ورنہ وہ مارا جائے گا۔

۶۱......فرمایا: یہ علم کی تذلیل ہے کہ آدمی ہر سوال کرنے والے کی بات کا جواب دے۔

۶۲......عرض کیا گیا کہ وہ پڑوسی اور ملازم جو اس کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے کیا انہیں بھی دین کی بات بتائے؟ فرمایا ہاں مگر نرمی سے۔ قرآن کا ارشاد ہے:

فقولا له قولا لينا لعلّه يتذكر أو يخشى

اے موسیٰ اور ہارون تم فرعون سے نرم بات کہنا شاید وہ نصیحت حاصل کرلے یا خدا سے ڈر جائے۔ (سورہ طہٰ)

۶۳......عرض کیا گیا کہ کیا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی کرے؟ فرمایا ہاں اگر قبولیت کی امید ہو تو ضرور کرے۔

۶۴......امام مالکؒ کے سامنے سعیدؒ بن جبیر کا قول نقل کیا گیا کہ اگر کوئی شخص اس بناء پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرے کہ مجھ میں خود فلاں خرابی ہے تو پھر دنیا میں کوئی بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرسکے گا۔ امام مالکؒ نے فرمایا: ہاں کونسا شخص ایسا ہے جس میں کوئی عیب نہ ہو؟ (۱۵۳)

۶۵......مُطّرف کا بیان ہے کہ امام مالکؒ نے مجھ سے فرمایا کہ لوگ میرے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا : دوست تعریف کرتے ہیں اور دشمن برائی۔ فرمایا: اسی طرح سے سلسلہ چلا آ رہا ہے دوست بھی ہوتے ہیں اور دشمن بھی۔ ہاں ساری زبانیں برائی پر متفق ہو جائیں اس سے خدا کی پناہ۔

۶۶......فرمایا: جو اپنے کلام کو اپنے عمل (کاموں) میں داخل نہ سمجھے گا اس کا کلام زیادہ ہوگا۔ اور جو شخص یہ سمجھے گا کہ میری گفتگو بھی میرے عمل میں داخل ہے (یعنی اور اعمال کی طرح مجھے اپنی گفتگو کا بھی حساب دینا ہوگا) اس کی گفتگو خود بخود کم

ہو جائیگی اور سلف صالحین فضول گفتگو نہیں کیا کرتے تھے۔ اور بعض لوگ تو ایک ماہ کی گفتگو ایک ہی گھنٹہ میں کر لیتے ہیں!

۶۷......فرمایا: تند خوئی (بد خلقی) بری عادت ہے۔

۶۸......فرمایا: ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جس سے شرمندگی ہو۔

۶۹......فرمایا: موٹے اون کے (۱) لباس میں کوئی خیر نہیں ہاں سفر میں کسی حاجت سے ہو تو کوئی حرج بھی نہیں اور آدمی کے لئے یہ بات بہت بری ہے کہ اس کا دین اس کے لباس سے پہچانا جائے۔ (۲)

۷۰......فرمایا: قاضی (اسی طرح مفتی اور بڑے عالم) کے لئے مناسب ہے کہ وہ اہل علم کی صحبت ترک نہ کرے اور جب کوئی نیا مسئلہ پیش آئے علماء سے رجوع کر کے ان سے مشورہ حاصل کرے۔ امام مالک سے عرض کیا گیا کہ اگر قاضی خود عالم ہو تو بھی؟ فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کیا وہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بڑھکر عالم ہوگا؟ جب بھی نئے مسائل پیش آتے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے ان سے پوچھتے۔ اور سلف صالحین میں علماء اور قاضیوں کا یہی طریقہ رہا ہے اور میں نے مدینہ منورہ کے اہل علم و اہل فضل کو اسی طریق پر پایا ہے۔

۷۱......فرمایا: طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ باوقار ہو۔ اس کے اعضاء میں سکون ہو، اس کے دل میں خدا کا خوف ہو اور جسے علم کی بھلائی مل جائے وہ سب سے بہتر ہے، یہ علم اللہ تعالیٰ کی عطاء ہے لہٰذا علم کے مقابلہ میں لوگوں کو اپنے اوپر مسلّط نہ کرنا۔ اور یہ علم کی اہانت ہے کہ آدمی علم کی بات ایسے لوگوں کے سامنے بیان کرے جو اس کی اطاعت نہ کرتے ہوں۔ (۱۵۵)

---

(۱) بعض لوگ اپنی دینداری کے اظہار کے لئے یہ لباس اختیار کرتے تھے امام مالکؒ نے اس پر نکیر کی ہے۔
(۲) یعنی اصل دینداری اعمال و اخلاق کی دینداری ہے لباس کی حیثیت ثانوی ہے۔

۷۲......امام مالکؒ عمدہ قسم کا لباس استعمال فرماتے۔ عدنی، خراسانی اور اعلیٰ مصری لباس، اور خوشبو بھی اعلیٰ استعمال فرماتے اور یہ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ جسے نعمتیں عطا کرے تو وہ نعمتیں اس پر نظر آنی چاہئیں۔ خصوصاً اہل علم کے لئے مناسب ہے کہ علم کے اعزاز میں اپنا لباس بھی اچھا رکھیں۔

۷۳......فرمایا: سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ قرآن مجید پڑھنے (پڑھانے) والے کا لباس اجلا ہو۔

۷۴......ابن ابی اویس فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ اپنے گھر والوں اور اولاد کے ساتھ بہت ہی خوش اخلاقی سے پیش آتے اور فرماتے تھے کہ اس سے تمہارا رب راضی ہوتا ہے مال میں برکت ہوتی ہے اور عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔

۷۵......امام مالکؒ یہ بات ناپسند کرتے تھے کہ کسی شخص کے ذاتی معاملات کی کھود کرید کی جائے۔

۷۶......امام مالک کا مشہور مقولہ ہے ﴿لکل علم رجال﴾ ہر علم کے خاص افراد ہیں اور علم، اہل علم ہی سے حاصل کرنا چاہئے (۱۶۲)

۷۷......[1] امام مالکؒ کا ذاتی مکان نہیں تھا اپنی وفات تک کرایہ کے مکان ہی میں رہے مگر یہ وہ مکان تھا جو مشہور صحابی سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس رہا اور گھر کے دروازہ پر ﴿ماشاء اللّٰہ لاقوۃ إلا باللّٰہ﴾ تحریر شدہ تھا۔ مسجد نبوی میں امام مالک کے بیٹھنے کی جگہ "اسطوانۃ السریر" تھی اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی یہیں آ کر بیٹھا کرتے تھے۔ ابن قاسم فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ کی کچھ رقم تھی جو انہوں نے تجارت میں لگائی ہوئی تھی اُس پر ان کا گذارہ تھا۔ لوگوں کے سامنے نہ

---

(۱) ملفوظ نمبر ۷۷: سے شروع ہونے والے ملفوظات قاضی برہان الدین ابن فرحون مالکیؒ کی کتاب "الدیباج المذہب" طبع قدیم دار الکتب العلمیۃ بیروت سے ماخوذ ہیں۔ محمود اشرف غفرلہ۔

کھاتے تھے نہ پیتے تھے۔ زیادہ تر خاموش رہتے۔ عام لوگوں کے ساتھ ہمیشہ نرمی اور انصاف سے کام لیتے۔

۷۸......امام مالکؒ نے فرمایا کہ طالب علم ایک عالم کی خدمت میں تیس (۳۰) تیس (۳۰) سال جایا کرتا تھا تاکہ علم حاصل کرے۔ راوی کہتے ہیں کہ ہمارا خیال یہ ہے کہ امام مالکؒ نے یہ خود اپنا حال بیان کیا ہے کیونکہ وہ اپنے استاذ ابن ھرمز کے پاس تیس سال تک حصول علم کیلئے جاتے رہے۔ البتہ ابن ھرمز نے امام مالکؒ کو قسم دیکر منع کر دیا تھا کہ میرا حوالہ نہ دینا۔

۷۹......امام مالکؒ نے فرمایا: کہ میں حضرت نافعؒ کی خدمت میں (دوپہر کا جاتا اور ان کے باہر تشریف لانے کا انتظار کرتا رہتا۔ ایسی کوئی جگہ بھی نہ تھی جہاں میں دھوپ کی شدت سے سایہ حاصل کر لیتا۔ حضرت نافعؒ نکلتے تو بھی فوراً سامنے نہ آتا (تاکہ ان کی طبیعت پر بوجھ نہ پڑے) بلکہ کچھ دیر انتظار کرتا پھر سامنے آکر سلام عرض کرتا اور کچھ عرض نہ کرتا یہاں تک کہ وہ اپنی مجلس کی جگہ پہنچ جاتے تو پھر ان سے پوچھتا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرمایا تھا؟ (طالب علم جانتے ہیں کہ مالک عن نافع عن عبداللہ بن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سند کو سلسلۃ الذہب میں شمار کیا جاتا ہے۔

۸۰......سفیان بن عینیہ فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ سے بڑھکر علم تلاش کرنے والا میں نے نہیں دیکھا اور اساتذہ وعلماء میں سے انتخاب کرنے میں بھی انہیں مہارت حاصل تھی۔ (کہ کس سے کونسا علم حاصل کرنا ہے)

۸۱......امام مالکؒ سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو حاضرین مجلس میں سے ابن القاسم نے اپنی طرف سے اس کا جواب بتا دیا تو امام مالکؒ غضب ناک ہو کر ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ابو عبدالرحمٰن تم فتویٰ دینے میں ایسی جسارت

کرتے ہو! اور بار بار یہی جملہ ارشاد فرماتے رہے۔ پھر فرمایا کہ جب تک میں نے اپنے اکابر سے اجازت نہیں لے لی میں نے فتویٰ نہیں دیا۔

۸۲......امام مالک ہی کا مقولہ ہے کہ جب تک ستّر (۷۰) (۱) اساتذہ نے مجھے اس کام کا اہل قرار نہیں دیا میں نے فتویٰ دینے کا کام شروع نہیں کیا۔

۸۳......امام مالکؒ ساری نمازیں مسجد ہی میں ادا فرماتے، جمعہ، نماز جنازہ سب میں شریک ہوتے، بیماروں کی عیادت فرماتے، اہل تعلق کے حقوق ادا فرماتے ان کی علمی مجلس بھی مسجد نبوی ہی میں ہوتی۔ پھر انہوں نے علمی مجلس مسجد میں بند کردی اور گھر میں مجلس حدیث ہونے لگی مگر مسجد تشریف آوری کا سلسلہ جاری رہا البتہ نماز پڑھتے ہی گھر تشریف لیجاتے پھر آخر میں مسجد آنا بھی موقوف ہوگیا اور اسی میں ان کا انتقال ہوا۔ امام مالکؒ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا ہر شخص اپنا عذر ہر ایک سے بیان نہیں کرسکتا (۲) ص: ۲۲

۸۴......امام مالکؒ کی علمی مجلس شاہانہ ہوتی جب لوگ وقت پر جمع ہوتے تو سب سے پہلے ان کے خاص شاگردوں کو جانے کی اجازت ملتی اسکے بعد عام لوگوں کو اندر آنے کا موقعہ دیا جاتا (مجلس کا مزید حال پیچھے تحریر ہوچکا ہے)

۸۵......امام مالکؒ مسائل کا جواب فوری طور پر نہیں دیا کرتے تھے بسا اوقات سائل کو کئی مرتبہ آنا پڑتا۔ امام مالکؒ سے پوچھا گیا تو آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا مجھے ڈر ہے کہ ان سب سوالات کا مجھے روز قیامت سامنا کرنا پڑیگا۔

۸۶......فرمایا: بسا اوقات مجھے ایک سوال کے جواب کی وجہ سے رات بھر جاگنا پڑتا ہے۔

---

(۱) لعله للتكثير والله تعالى أعلم ۔ ۱۲

(۲) انتقال کے وقت اپنا یہ عذر بھی بیان کردیا تھا جیسا کہ دوسری روایت میں مذکور ہے

۸۷......فرمایا: جو شخص کوئی مسئلہ بتانا چاہتا ہو اسے چاہئے کہ جنت اور جہنم کو اپنے سامنے رکھے اور یہ سوچے کہ آخرت میں اس کے جواب سے کیسے نجات ہوگی؟ پھر سوال کا جواب دے۔

۸۸......اشہبؒ فرماتے ہیں کہ مجھے امام مالکؒ نے دیکھا کہ میں ایک مسئلہ کے بارے میں ان کا جواب تحریر کر رہا ہوں تو انہوں نے مجھے فرمایا کہ میرا جواب نہ لکھو ،معلوم نہیں میں اس پر قائم رہونگا یا نہیں؟ (یعنی ہوسکتا ہے میری رائے اس مسئلہ میں تبدیل ہو جائے اسی لئے بڑے علماء کی آراء یا ان کے ملفوظات نقل کرنے میں احتیاط لازم ہے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ کیا ان کی یہ رائے تبدیل تو نہیں ہوگئی تھی اسی لئے ناسخ منسوخ کا علم بہت ضروری ہے۔ ۱۲م

۸۹......حضرت امام احمد بن حنبل فرماتے تھے کہ امام مالکؒ کی مجلس بڑی دبدبہ والی تھی اور ان کی عظمت کی بناء پر ان کی بات کا جواب دینا ممکن نہ تھا۔ حضرت سفیان ثوری، امام مالکؒ کی مجلس میں آئے اور ان کی ہیبت وجلال کا عالم دیکھا تو یہ شعر کہے۔

يـأبـى الجوابَ فما يُراجَع هيبةً　　　فـالسـائـلـون نوا كِسُوا لأذقان

أدب الـوقار وعزّ سلطان التقى　　　فهـو المهيبُ وليس ذا سلطان

یعنی امام جواب دینے سے انکار کرتے ہیں تو ان کی ہیبت کی وجہ سے ان پر اصرار نہیں کیا جاسکتا اور سوال کرنے والے ان کے سامنے گردن جھکائے ہوئے ہیں، یہ وقار کا ادب اور تقویٰ کی بادشاہت ہے اور اسی کی ہیبت ہے اگر چہ وہ خود دنیاوی بادشاہ نہیں ہیں۔

۹۰......امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا عالم دین بننا فرض ہے؟ فرمایا نہیں! آدمی کو چاہئے کہ وہ باتیں سیکھے جو اس کے لئے نفع بخش ہوں۔ پہیلیاں یا فضول باتوں میں وقت ضائع نہ کرے۔

۹۱......فرمایا: رزق حلال کی تلاش، لوگوں کا محتاج بننے سے بہتر ہے۔

۹۲......فرمایا: ہر مسلمان جس کے سینہ میں اللہ تعالیٰ نے علم وفقہ کا نور رکھا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ حکام کو امر بالخیر اور نہی عن الشر کرے۔ (خواہ ملاقات سے خواہ خط سے یا کسی اور مناسب ذریعہ سے)

۹۳......بکر بن سلیمان فرماتے ہیں کہ ہم امام مالکؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے جس شام ان کا انتقال ہوا۔ ہم نے پوچھا اے ابوعبداللہ آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا سمجھ میں نہیں آتا میں تم سے کیا کہوں؟ ہاں کل کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے حساب مغفرت کا معاینہ ہونے والا ہے۔

۹۴......انتقال سے پہلے کلمہ شہادت پڑھا پھر فرمایا ﴿لله الأمر من قبل ومن بعد﴾ حکم اللہ ہی کا ہے پہلے بھی بعد میں بھی۔

۹۵......(۱) امام مالکؒ کو ان کے استاذ ربیعہ عاقل (عقلمند) کہا کرتے جب امام مالک آتے تو فرماتے عاقل آ گیا۔

۹۶......ابن وہب فرماتے ہیں کہ ہم نے امام مالک سے علم سے زیادہ آداب سیکھے ہیں (۲)۔

۹۷......امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ میری والدہ مجھے بچپن میں "مُوَیلك" (مالک کی تصغیر) کے نام سے پکارتی تھیں۔ جب میں نے پڑھنا شروع کیا تو میری والدہ نے مجھے طالب علموں والے کپڑے پہنائے ایک بڑی ٹوپی پہنائی اس کے اوپر

(۱) ۹۵ نمبر سے شروع ہونے والے ملفوظات قاضی عیاضؒ کی کتاب "ترتیب المدارک" سے ماخوذ ہیں۔ (طبع دار مکتبة الحیات بیروت)

(۲) یہ سلف صالحین کا خاص طریقہ تھا کہ وہ اپنے بڑوں سے آداب سیکھتے اور اپنی تربیت کرواتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ تربیت علم سے زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ علم تو کتابوں سے بھی معلوم کیا جا سکتا ہے لیکن تربیت اور زندگی گزارنے کے طریقے کتابوں سے حاصل نہیں ہوتے۔

عمامہ باندھا اور فرمایا جاؤ اپنے استاذ ربیعہ کے پاس جاؤ مگر ان کے علم سے پہلے ان سے آداب سیکھو۔

۹۸......عبداللہ بن الحکم بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام مالکؒ نے طلبہ کی دعوت کی۔ میں بھی ان طلبہ میں شامل تھا۔ ہم امام مالک کے ساتھ ان کے گھر پہنچے تو انہوں نے اس جگہ کی رہنمائی کی جہاں ہمیں بیٹھنا تھا اور یہ بھی بتایا کہ بیت الخلاء کس جانب ہے اور پانی کہاں ہے، خود باہر کھڑے رہے اور ہم اندر داخل ہو گئے جب سب اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے تو کھانا لایا گیا لیکن ہاتھ دھونے کے لئے پانی نہیں لایا گیا، ہاں کھانے کے بعد پانی لایا گیا جس سے لوگوں نے ہاتھ دھوئے۔ جب کھانا کھا کر لوگ جانے لگے تو میں نے امام سے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ میں نے پانی اور بیت الخلاء کی جگہ تو اس لئے بتائی کہ اگر کسی کو ضرورت ہو تو وہ استعمال کر لے اور کمرہ میں میں خود تم لوگوں کے ساتھ اس لئے داخل نہ ہوا کہ اگر میں داخل ہوتا اور یہ کہتا کہ آپ یہاں بیٹھیں، آپ وہاں تشریف رکھیں تو ہوسکتا ہے کسی کا دل ٹوٹتا یا کسی کو ناگواری ہوتی۔ باقی کھانے سے پہلے ہاتھ (لازماً) دھونا یہ عجمیوں کا طریقہ ہے ہاں حدیث شریف میں کھانے کے بعد ہاتھ دھونا ثابت ہے۔ (۱)

۹۹......انس بن عیاض کہتے ہیں کہ جب امام مالکؒ نے بچپن میں ہمارے استاذ ربیعہ کے پاس آنا شروع کیا تو ہم تعارف کے طور پر انہیں '' مالک أخو

---

(۱) یہ بات حدیث اور سیرت آئمہ کی مختلف کتابوں میں مروی ہے کہ امام مالکؒ کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کے قائل نہ تھے۔ امام مالکؒ کے اس موقف کی دو توجیہات ذکر کی گئی ہیں (۱) یہ کہ امام مالک کو ایسی حدیث سند صحیح کے ساتھ نہیں ملی تھی جس میں کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کو سنت قرار دیا گیا ہو اس لئے انہوں نے اس کے سنت ہونے سے انکار کیا۔ (۲) دوسری توجیہ یہ کی گئی ہے کہ امام مالکؒ اسکے مستحب ہونے کے تو قائل تھے لیکن ان کے زمانہ کے لوگ اسے جس طرح سے سنت موکدہ یا واجب قرار دینے لگے تھے امام مالکؒ نے اس پر نکیر کی ہے۔ اور اس کے واجب یا سنت موکدہ ہونے سے انکار کیا ہے۔ ۱۲ محمود غفر اللہ لہ۔

"مالك أخو النضر" کہا کرتے تھے یعنی یہ مالک ہیں جونضر کے بھائی ہیں۔ پھر طلب علم میں ان کی محنت اتنی بڑھی کہ ہم ان کے بھائی کا تعارف اس طرح کرانے لگے کہ یہ نضر ہیں جو مالک کے بھائی ہیں۔

۱۰۰......امام مالک نے بتایا کہ ایک مرتبہ عید کی نماز میں نے سب کے ساتھ ادا کی تو مجھے خیال آیا کہ شاید ابن شہاب زھری آج فارغ ہوں تو میں عیدگاہ سے ان کے گھر کی طرف گیا اور دروازہ پر بیٹھ گیا۔ مجھے اندر سے ابن شہاب کی آواز آئی کہ اے جاریہ دیکھو دروازہ پر کوئی ہے تو نہیں اس نے آکر مجھے دیکھا اور پھر ان سے جا کر کہا کہ وہ سرخ رنگ والے مالک ہیں۔ فرمایا انہیں اندر بھیج دو۔ میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ تم عیدگاہ سے گھر نہیں گئے؟ عرض کیا نہیں، فرمایا تم نے کچھ کھایا پیا ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں، فرمایا کچھ کھالو! میں نے عرض کیا ضرورت محسوس نہیں ہو رہی، فرمایا پھر کیا چاہتے ہو میں نے عرض کیا آپ مجھے حدیثیں سنادیں تو انہوں نے مجھے سترہ حدیثیں سنائیں پھر فرمانے لگے اگر تمہیں یہ حدیثیں یاد نہ رہیں تو تمہیں حدیثیں سنانے کا کیا فائدہ میں نے عرض کیا اگر آپ چاہیں تو میں یہ حدیثیں آپ کے سامنے دُھرادوں، چنانچہ میں نے وہ حدیثیں سنادیں۔ پھر انہوں نے مجھے چالیس حدیثیں سنائیں جو میں لکھتا گیا۔ چالیس حدیثوں کے بعد انہوں نے وہ کاغذ مجھ سے لے لئے اور کہا کہ اگر تم یہ حدیثیں مجھے دُھرادو تو میں سمجھونگا کہ تم احادیث یاد رکھ سکتے ہو۔ میں نے وہ چالیس حدیثیں انہیں سنادیں تو انہوں نے وہ کاغذ مجھے واپس کر دیئے اور فرمایا اب تم جاؤ تم علم کا برتن ہو۔ اور یہ بھی فرمایا کہ تم علم کے بہترین امین ہو۔

۱۰۱......فرمایا کہ میں نے اس شہر میں ایسے حضرات دیکھے ہیں کہ اگر ان کے وسیلہ سے بارش طلب کی جائے تو بارش ہو جائے ان کے پاس علم بھی تھا اور حدیث بھی لیکن میں نے اُن سے روایت نہیں لی کیونکہ وہ خوف خدا اور زہد میں مستغرق تھے۔

اور اس حدیث اور فتویٰ کے علم کے لئے ضرورت ہے کہ تقویٰ اور پرہیزگاری کے ساتھ علم وفہم اور حافظہ و بیدار مغزی بھی ہوتا کہ اسے معلوم ہو کہ اس کے منہ سے کیا نکل رہا ہے؟ اور اس کے کیا نتائج ہونگے ؟ اگر کسی شخص میں بیدار مغزی اور سمجھ نہ ہو تو وہ حجت نہیں بن سکتا اور نہ اس سے علم حاصل کیا جا سکتا ہے۔ (۱۲۳)

۱۰۲......ابن وہب فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ نے حضرت عطاف بن خالد کی طرف دیکھا اور ہم سے فرمایا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ اِن سے بھی حدیثیں لیتے ہو۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا ہم تو حدیث صرف [۱] فقہاء سے حاصل کیا کرتے تھے۔ (ص:۱۲۵)

۱۰۳......امام مالکؒ نوجوان تھے کہ ان کے استاذ حضرت صفوان بن سلیم نے ان سے فرمایا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر بتاؤ۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ جیسا (بڑا) مجھ جیسے (چھوٹے) سے پوچھے عجیب بات ہے! انہوں نے فرمایا بتانے میں کیا حرج ہے؟ میں نے خواب میں دیکھا ایک آئینہ ہے اور میں اُس میں اپنے آپ کو دیکھ رہا ہوں امام مالکؒ نے اس کی تعبیر یہ دی کہ آپ اپنی آخرت کے معاملہ میں غور کرتے رہتے ہیں اور دیکھتے رہتے ہیں کہ کونسی چیز پروردگار تک پہنچانے والی ہے۔ حضرت صفوان بن سلیم نے فرمایا: اے مویلک (امام مالک کو ان کی والدہ اور بڑے لوگ محبت سے ''مویلک'' کہا کرتے تھے) آج تم مویلک ہو، لیکن اگر تم زندہ رہے تو تم مالکؒ بنو گے، اور اے مالک اس وقت میں تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا ورنہ تم ھالک (یعنی ہلاک) ہو جاؤ گے۔

۱۰۴......فرمایا: میرے استاذ ابن ھرمز نے مجھے اور عبدالعزیز بن اَبی سلمہ کو یہ نصیحت کی تھی کہ اگر بادشاہ یا گورنر کے پاس جانا ہو تو تم سب سے آخر میں گفتگو کرنا۔

(۱) یہی اصول امام ترمذیؒ نے اپنی حدیث کی مشہور کتاب جامع الترمذی میں ان الفاظ سے نقل کیا ہے کہ فقہاء ہی حدیث کے معانی کو زیادہ سمجھنے والے ہیں۔

۱۰۵......امام ابوحنیفہؒ سے پوچھا گیا کہ مدینہ کے نوجوانوں کو آپ نے کیسا پایا فرمایا ان میں جو بھورے رنگ نیلی آنکھوں والا نوجوان (امام مالکؒ) ہے وہ سبقت لے جائیگا۔ ابن غانم کہتے ہیں کہ میں نے امام مالکؒ سے یہ بات ذکر کی تو فرمایا کہ ہاں میری اُن سے ملاقات ہوئی ہے ان کے پاس علم بھی ہے اور فہم بھی کاش وہ ہماری اصل (یعنی تعامل اہل مدینہ) کو ملحوظ رکھیں۔ (ص:۱۲۹)

۱۰۶......ابن اَبی اویس راوی ہیں کہ امام مالکؒ نے فرمایا ایک دن میرے استاذ ربیعہ میرے پاس آئے اور فرمایا بتاؤ کمینہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا جو اپنے دین کے بدلہ میں دنیا کھائے، انہوں نے فرمایا یہ بتاؤ کہ کمینوں میں بڑا کمینہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا وہ شخص کہ اس کے دین کے بدلہ میں کوئی دوسرا دنیا کھائے۔ ربیعہ نے مجھے شاباش دی۔ (ص:۱۲۹)

۱۰۷......ابن عبدالحکم کہتے ہیں کہ امام مالک جب بیٹھتے تو دائیں بائیں جانب نہ دیکھا کرتے تھے سر جھکا کر اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہتے۔ جب اُن سے سوال کیا جاتا تو وہ خود سُرخ بھورے رنگ کے خوبصورت شخص تھے سوال کی وجہ سے ان کا رنگ اور گہرا ہو جاتا سر جھکا لیتے اپنے ہونٹوں کو ذکر اللہ کے ساتھ حرکت دیتے اور پھر **ما شاء اللّٰہ لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ** کہتے۔ اس کے بعد اگر جواب معلوم ہوتا تو بتاتے۔ بعض اوقات ان سے پچاس سوال کئے جاتے مگر وہ ایک کا جواب نہ دیتے۔

۱۰۸......فرمایا: کہ میں نے اپنے شہر مدینہ منورہ میں جن علماء اور فقہاء کو پایا ان سے جب سوال کیا جاتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ موت سر پر آ گئی ہے اور اب میں دیکھتا ہوں کہ لوگ خود فتویٰ دینے کی خواہش رکھتے ہیں۔ اگر انہیں کل (روز قیامت) کا علم ہو جائے تو ان کی یہ خواہش ختم ہو جائے۔

۱۰۹......موسیٰ بن داؤد فرماتے ہیں کہ میں نے کسی عالم کو امام مالکؒ سے زیادہ ''لاأحسن'' (مجھے اچھی طرح علم نہیں) کہتے نہیں پایا۔

۱۱۰......ابن ابی حازم کا بیان ہے کہ امام مالک فرماتے تھے کہ کوئی انسان تم سے مسئلہ پوچھے تو پہلے اپنی جان بچاؤ۔

۱۱۱......معن بن عیسیٰ کہتے ہیں کہ امام مالکؒ فرماتے تھے میں انسان ہوں خطاو صواب میرے ساتھ ہے تو میری رائے میں غور کرلیا کرو جو کتاب وسنت کے موافق ہو اسے لے لو اور جو کتاب وسنت کے خلاف ہو اسے چھوڑ دو۔ (ص:۱۰۴۷)

۱۱۲......مغیرہ نے اپنے ساتھیوں سے ملکر کئی سوالات جمع کیے اور امام مالکؒ کی خدمت میں بھیجے کچھ کا جواب امام نے دیا اور بہت سارے سوالات کے بارے میں تحریر فرمایا کہ ان کا جواب مجھے معلوم نہیں۔ مغیرہ کہتے تھے کہ امام مالکؒ کو جو دینی عزت ملی وہ اسی تقویٰ کی بناء پر ہے۔

۱۱۳......ابن وہب کا کہنا ہے کہ اگر کوئی شخص امام مالکؒ کی مجلس میں بیٹھ کر ''لاأدری'' کے جوابات سے اپنی کاپی بھرنا چاہے تو بھر سکتا ہے۔

۱۱۴......ایک شخص نے امام مالکؒ سے کہا کہ اے ابوعبداللہ جب تم یہ کہتے ہو کہ مجھے علم نہیں تو پھر کسے علم ہوگا؟ فرمایا علم بہت وسیع ہے۔ میں کیا چیز ہوں! میرا کیا مرتبہ ہے کہ جس مسئلہ کا دوسروں کو علم نہ ہو اس کا مجھے علم ہو جائے، پھر امام مالکؒ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر رضی اللہ عنہ جیسے صحابی ''لاأدری'' فرمایا کرتے تھے تو میں کس درجہ پر ہوں! اصل میں لوگوں کو عُجب (خود پسندی) اور منصب کی طلب نے ہلاک کردیا ہے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ عمر فاروق نے ''لاأدری'' کہا ہے اور جواب نہیں دیا۔ عبداللہ بن الزبیر نے **لاأدری** فرمایا ہے اور عبداللہ بن عمر ''لا أدری'' کہا کرتے تھے۔

۱۱۵......مُصعب فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ سے ایک سوال پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ''لاأدری'' سائل نے کہا یہ تو ہلکا اور آسان مسئلہ ہے اور یہ مسئلہ مجھے مدینہ کے گورنر کو بتانا تھا، تو امام مالکؒ کو غصّہ آ گیا اور فرمایا ہلکا اور آسان مسئلہ؟ علم کی کوئی بات ہلکی نہیں۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ یہ آیت نہیں پڑھی:

اِنّا سنلقی علیك قولاً ثقیلا

بے شک ہم آپ پر بھاری بات ڈالنے والے ہیں (سورۂ مزمّل)

لٰہذا علم دین بھاری ہی بھاری ہے۔

۱۱۶......امام مالک حاجت سے زیادہ سوالات بھی پسند نہ فرماتے۔ مصعب فرماتے ہیں کہ اگر امام مالکؒ سے سوالات زیادہ ہونے لگتے تو آپ فرماتے بس کرو ، جو آدمی زیادہ بولتا ہے وہ غلطی بھی زیادہ کرتا ہے۔

۱۱۷......اسی طرح امام مالکؒ اُن فضول، بے کار سوالات کا جواب بھی نہ دیتے تھے جن کا دنیا و آخرت میں کوئی فائدہ نہ ہو۔ ایک شخص نے اس طرح کا سوال کیا تو امام مالکؒ نے جواب دینے سے انکار کر دیا۔ اس نے عرض کیا کہ آپ مجھے جواب کیوں نہیں دیتے؟ فرمایا: اگر تو کوئی ایسی بات پوچھتا جس کے جاننے سے تجھے دنیا یا آخرت کا نفع ہوتا تو میں ضرور جواب دیتا۔ (۱۵۱)

۱۱۱۸......قعنبی کہتے ہیں کہ میں امام مالکؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ رو رہے تھے میں نے پوچھا تو فرمایا جو بات میں کہتا ہوں وہ لکھ لی جاتی ہے اور دور دور پہنچا دی جاتی ہے۔ (اس کے ڈر سے رو رہا ہوں)

۱۱۹......حبیب فرماتے ہیں کہ امام مالک کی مجلس بڑی ہیبت والی ہوتی تھی اور

جب وہ کسی نشست پر بیٹھ جاتے تو پھر اسے تبدیل نہ فرماتے۔ (۱)

۱۲۰......عبدالرزاق کہتے ہیں کہ ہم مسجد حرام (مکہ مکرمہ) میں تھے ہمیں بتایا کہ امام مالکؒ آرہے ہیں وہ باب بنی ہاشم سے داخل ہوئے، انہوں نے صنعانی قمیص زیب تن کی ہوئی تھی اور چادر بھی ڈالی ہوئی تھی، انہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا پھر صفا کی طرف جا کر دو رکعت نماز ادا کی، پھر وہاں بیٹھ گئے تو ہم نے چاروں طرف سے انہیں گھیر لیا اور ان کے چاروں طرف بیٹھ گئے تو وہ غصہ ہو کر اٹھے اور تشریف لے گئے۔ ہم اپنے استاذ کے پاس پہنچے انہوں نے پوچھا کہ امام مالکؒ سے تم نے کیا لکھا؟ ہم نے سارا واقعہ سنایا تو وہ بتانے لگے کہ امام مالک اس طرح کی بھیڑ برداشت نہیں کرتے۔ جب اگلا دن ہوا اور امام مالک دوبارہ آئے اور بیٹھے تو ہم ایک ایک کر کے حاضر ہوئے اور پرسکون انداز میں ان کے سامنے طریقہ سے بیٹھے تو امام مالکؒ نے ہمیں حدیثیں سنائیں اور فرمایا: تم لوگوں نے کل بے وقوفوں والا کام کیا تھا۔ (۱۵۷)

۱۲۱......مروی فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ جب ہمارے ساتھ بیٹھتے تو بے تکلفی سے اس طرح باتیں کرتے جیسے ہم میں سے ایک ہیں۔ ان میں تواضع سب سے زیادہ تھی لیکن جب وہ حدیث کی مجلس میں بیٹھتے تو ان کی ہیبت ہوتی تھی ایسا لگتا تھا کہ وہ ہمیں نہیں جانتے اور ہم انہیں نہیں پہچانتے۔

۱۲۲......امام مالکؒ فرماتے تھے کہ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہو تو تعلیم دینے کو ترک نہ کرے (یعنی علم اُس کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے جسے مناسب انداز سے آگے پہنچانا اور اگلی نسلوں کی طرف منتقل کرنا ضروری ہے۔)

---

(۱) قریب کے بزرگوں میں حضرت اقدس مولانا شاہ مسیح اللہ صاحب جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہ عادت معروف تھی جس کے دیکھنے والے اب بھی بحمد اللہ بیسیوں ہیں کہ چار چار گھنٹہ کے درس بخاری یا مجلس سلوک میں حضرت مسیح القلوب جس نشست پر بیٹھ جاتے پھر اسے تبدیل نہ فرماتے اور عام طور سے حضرت کی نشست تشہد والی نشست تھی جو علم کے بھی مطابق ہے اور حدیث جبرئیل سے بھی ثابت ہے ۱۲ م

۱۲۳......فرمایا: جھگڑنے کا دین سے کوئی تعلق نہیں اور فرمایا کہ بحث مباحثہ اور جھگڑنے سے علم کا نور ختم ہو جاتا ہے اور سنگ دلی اور نفرت پیدا ہوتی ہے۔

۱۲۴......زھری فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ امام مالکؒ ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے وہاں لوگ کسی مسئلہ میں جھگڑا کرنے لگے تو امام مالکؒ کھڑے ہو گئے، چادر جھاڑی اور فرمایا تم لوگ جنگجو ہو۔ (یعنی مسائل دینیہ میں جنگ وجدال علماء کا طریقہ نہیں ہے)

۱۲۵......ایک شخص نے امام مالک سے علم باطنی کے بارے میں دریافت کیا تو امام مالک ناراض ہوئے اور فرمایا۔ جو شخص علم ظاہری (فقہ یعنی حرام وحلال کے مسائل) کو جانتا ہوگا وہی علم باطن (یعنی تصوف وروحانیت) کو پہچانیگا۔ جب کوئی شخص علم ظاہر حاصل کر کے اس پر عمل پیرا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے علم باطنی کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔ پھر آپ نے اس شخص سے فرمایا دیکھو صاف ستھرے دین کے طریق پر عمل کرو اور راستہ کی پیچیدہ گھاٹیوں سے بچو۔

۱۲۶......ولید بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے پوچھا کہ متشابہ احادیث (مثلاً اللہ تعالیٰ آخری تہائی رات میں سماء دنیا پر نزول فرماتے ہیں) کے بارے میں کیا کرنا چاہئے؟ فرمایا یہ احادیث جس طرح آئی ہیں اسی طرح روایت کردو اور اس میں بحث مت کرو۔ میں نے عرض کیا کہ فلاں صاحب تو اس میں کلام کرتے ہیں فرمایا وہ فقہاء میں سے نہیں۔

۱۲۷......مراکش الجزائر کا ایک شخص امام مالکؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ہمارے علاقہ میں گمراہی پھیلی ہوئی ہے میں نے طے کیا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور جو کچھ آپ فرمائیں اسے اختیار کروں۔ امام مالکؒ نے اسے دین کی موٹی موٹی باتیں سکھائیں۔ نماز، زکوٰۃ، حج، روزہ وغیرہ کی تعلیم دی پھر

فرمایا ان پر کاربند رہو اور دیکھو کسی سے جھگڑا مت کرنا۔(۱۷۶)

۱۲۸......زبیر بن حبیب فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ ہر قمری مہینہ کی پہلی رات اور جمعہ کی شب میں بطور خاص عبادت کیا کرتے تھے۔

۱۲۹......عبداللہ بن المبارک فرماتے ہیں کہ امام مالک کے چہرہ پر خاص نور تھا وہ خاشعین میں سے تھے ان کی عظمت ان کے ان باطنی حالات کی وجہ سے تھی جو ان کے اور ان کے رب کے درمیان تھے اور میں نے امام مالک کو بکثرت یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اپنے شرح صدر کی خواہش رکھتا ہو اور موت کی سختیوں اور قیامت کے مصائب سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ اس کے پوشیدہ دینی اعمال اس کے ظاہری دینی اعمال سے زیادہ ہوں۔

۱۳۰......شاگردوں کا بیان ہے کہ امام مالکؒ اکثر خاموش رہتے نہ گفتگو فرماتے نہ دائیں بائیں جانب دیکھتے ہاں کوئی شخص سوال کرتا تو مختصر مناسب جواب دیدیتے۔ ان سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ جہنم میں پہنچانے والی چیز یہ زبان ہے (۱) اور فرمایا کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ ایک شخص سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ اپنی زبان کھینچ رہے تھے اور فرمارہے تھے کہ اس نے مجھے مصیبتوں میں مبتلا کیا ہے۔ فرمایا جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ حال ہے تو ہمارا کیا حال ہوگا الا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہمیں ڈھانپ لے۔

۱۳۱......امام مالکؒ نے فرمایا کہ مجھے جب دل میں سختی محسوس ہوتی تو میں حضرت محمد بن المنکدر کی خدمت میں جاتا انہیں ایک نظر دیکھتا تو کئی روز تک اس کا اثر باقی رہتا۔

۱۳۲......امام مالکؒ نے آخر عمر میں مسجد آنا ترک کردیا تھا انتقال سے ایک

---

(۱) یہ حدیث مرفوع کا حصہ ہے۔

روز پہلے اپنا عذر بتایا کہ سلس البول اور آنتوں کی تکلیف میں مبتلا تھا ایسی حالت میں مسجد اطہر میں حاضری سے معذور تھا اور اپنی بیماری کا عام لوگوں سے ذکر کرنا اچھا نہ لگا کہ یہ ایک طرح سے اپنے رب کی شکایت تھی۔

۱۳۳......بشر بن عمر فرماتے ہیں کہ میں امام مالکؒ کے ساتھ ان کے گھر سے آیا وہ مسجد تشریف لائے، ایک مجمع میں پہنچے تو سب نے ان کے لئے بیچ میں جگہ بنا دی لیکن انہوں نے انکار کیا اور جہاں مجلس ختم ہو رہی تھی وہیں تشریف فرما ہو گئے۔ (۱)

۱۳۴......امام مالکؒ نے فرمایا: تواضع اور تقویٰ دین میں ہے نہ کہ لباس میں۔

۱۳۵......فرمایا: علم نور ہے اور یہ صرف ایسے دل میں ہوتا ہے جو متقی ہو (گناہوں سے بچتا ہو) اور خاشع ہو۔ (دل میں خدا کا خوف ہو)

۱۳۶......فرمایا: نئی انوکھی باتوں کا علم بُرا علم ہے اور بہترین علم وہ ظاہر دین ہے جسے پوری امت نے نقل کیا ہے۔

۱۳۷......امام مالکؒ سے پوچھا گیا کہ کیا عالم دین بننا فرض ہے؟ فرمایا ہر شخص عالم نہیں ہو سکتا اور بعض لوگوں کو عالم دین بننے کے لئے کہنا ہی درست نہیں (۲)۔

۱۳۸......فرمایا: جب کوئی شخص بڑا بن جائے اور انگلیوں سے اس کی طرف اشارہ کیا جانے لگے تو اسکے لئے مناسب ہے کہ تنہائی میں مٹی پر اپنا سر رکھے اور اس بڑائی پر ہرگز خوش نہ ہو کیونکہ جب وہ قبر میں لیٹے گا اور مٹی اس کا سرہانہ ہو گی تو یہ سرداری اُسے بری لگے گی۔

۱۳۹......فرمایا: بے مقصد باتیں دریافت مت کرو ورنہ بامقصد باتیں بھول

---

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی طریقہ منقول ہے۔

(۲) بالکل اسی جیسی بات احقر نے اپنے دادا حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ سے سنی ہے کہ سب کے لئے عالم دین بننا جائز نہیں۔

جاؤ گے اور جو شخص بیکار چیزیں خریدنے لگتا ہے اُسے (ایک دن) ضروری اشیاء بیچنی پڑتی ہیں۔

۱۴۰......فرمایا: اگر کسی سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے اور وہ جواب نہ دے سکے اور اسے اس مسئلہ سے معاف رکھا جائے تو وہ یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مصیبت مجھ سے دور فرمادی۔ (ص:۱۸۵)

۱۴۱......فرمایا: حکمت ایک نور ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے دل میں ڈالدیتا ہے۔

۱۴۲......فرمایا: علم سے پہلے حلم (یعنی بردباری، غصّہ پینا) سیکھو۔

۱۴۳......فرمایا: کپڑوں کا صاف ستھرا ہونا، ہمت بلند تر ہونا اور شرافت کی باتوں کا خیال رکھنا علوم نبوت کا حصّہ ہے۔

۱۴۴......فرمایا: آدمی کا ایمان مکمل نہ ہوگا جب تک کہ اپنی زبان کی حفاظت نہ کرے۔

۱۴۵......فرمایا: بلاضرورت گھر سے باہر نہ جایا کرو، اور کسی ایسی جگہ مت بیٹھا کرو جہاں سے تمہیں علم حاصل نہ ہو۔

۱۴۶......سفیان فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالکؒ سے عرض کیا کہ علم بہت پھیل گیا ہے فرمایا کہ کہ علم کے درخت کی جڑ مکہ مکرمہ میں ہے، اس کی شاخیں مدینہ منورہ میں اس کے پتے عراق میں اور پھل خراسان میں ہے۔ پھر خود فرمایا کہ یہ بات مالک کے (یعنی میرے) لطائف میں سے ہے۔

۱۴۷......ابن المبارکؒ راوی ہیں کہ امام مالکؒ فرماتے تھے: آدمی کی اصلاح اس وقت تک نہ ہوگی جب تک کہ وہ لایعنی (فضول، بے کار) کو ترک نہ کردے۔

ہاں جب وہ یہ کام کر گذرے گا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا دل علم کے لئے کھولدینگے۔

۱۴۸......فرمایا: بس اتنا حاصل کرو جتنا تمہارے لئے کافی ہو۔ گذارہ کا سامان کم رکھو تو دل سے غنی رہو گے۔ اور جو سامان کم ہو مگر کافی ہو وہ اس سامان سے بہتر ہے جو زیادہ ہو مگر آخرت سے غافل کرنے والا ہو۔

۱۴۹......فرمایا: جو دینا سے اپنا دل ہٹا لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی زبان پر حکمت جاری فرمادیتے ہیں۔

۱۵۰......ایک شخص نے امام مالکؒ سے نصیحت کی درخواست کی تو فرمایا جب کسی نیکی کا ارادہ ہو تو اسے کر گذرو کیونکہ زندگی میں نئے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں، اور جب گناہ کا ارادہ ہو تو جتنا ٹال سکتے ہو اسے ٹالو شاید اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ کیلئے ترک کروادیں۔ اپنے کپڑوں کو صاف ستھرا رکھو، اور اللہ تعالیٰ کی معصیت سے بھی انہیں پاک رکھو۔ ہمیشہ شرافت اور اولوالعزمی کے کاموں کو اختیار کرنا اور رذیل کاموں اور بے وقوفی کی حرکتوں سے بچتے رہنا۔ تلاوت قرآن کے عادی بنو۔ اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رکھو اور لوگوں کو اپنے اوپر سوار ہونے کا موقع نہ دینا۔ پھر جہاں چاہے جاؤ۔

۱۵۱......امام مالکؒ نے اپنے شاگرد قعنبی سے فرمایا کہ جس سے مذاق کرو، کرو مگر دین کو مذاق نہ بنانا۔

۱۵۲......اپنے دو بھتیجوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم اپنے علم دین کو نافع بنانا چاہتے ہو تو علم کم حاصل کرو اور سمجھنے کی کوشش زیادہ کرو۔ (۱)

(۱) اسے ہی تفقہ کہا جاتا ہے اور بالعموم یہ فقہاء کی مسلسل صحبت ہی سے حاصل ہوتا ہے ۱۲ م

۱۵۳......ابن وہب فرماتے ہیں کہ کہ مجھ سے امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص ہر سنی ہوئی بات آگے بیان کرے وہ امام یعنی (مقتدا) نہیں بن سکتا اور نہ وہ غلطیوں سے محفوظ رہے گا۔

۱۵۴......امام مالکؒ جب طلبہ میں سے کسی کو الوداع کہتے تو ان سے فرماتے: دیکھو اس علم کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔ اسے ضائع نہ کرنا، اسے پھیلانا اسے نہ چھپانا۔

۱۵۵......ابوقرۃ کہتے ہیں کہ امام مالکؒ فرماتے جو شخص یہ بات سمجھ لیگا کہ اس کی گفتگو بھی اس کے اعمال میں داخل ہے جن کی قیامت کے دن باز پرس ہوگی) تو اسکی گفتگو کم اور محتاط ہوگی۔ ابوقرۃ امام مالکؒ کا یہ قول نقل کر کے فرماتے ہیں کہ گفتگو کا معاملہ عام اعمال سے زیادہ سخت ہے کیونکہ ایمان اور کفر کا دارومدار زبان پر ہے۔

۱۵۶......فرمایا: ناتجربہ کاری فقر وفاقہ سے بھی زیادہ بری ہے۔

۱۵۷......فرمایا: جب کوئی شخص خود اپنی تعریف کرے تو اس کا وقار ختم ہوجاتا ہے۔

۱۵۸......فرمایا: زیادہ گفتگو کی عادت یا تو عورتوں میں ہوتی ہے یا کمزور مردوں میں۔

۱۵۹......فرمایا: یہ علم فقر وفاقہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔

۱۶۰......فرمایا: ہر چیز سیکھو یہاں تک کہ جوتے پہننا بھی سیکھو۔

۱۶۱......فرمایا: مسجد میں آواز بلند کرنے میں کوئی خیر نہیں۔ میں نے اپنے اساتذہ کو پایا وہ سب اسے برا سمجھتے تھے، علم کی بات ہو یا کوئی اور بات۔

۱۶۲......فرمایا: جب بات حد سے نکلتی ہے بری ہو جاتی ہے۔(۱)

۱۶۳......فرمایا: تمہارے ظالم ہونے کی یہی علامت کافی ہے کہ تم ہمیشہ جھگڑا کرتے رہو۔(۱۹۱)

۱۶۴......عیسیٰ بن عمر المدنی سے پوچھا گیا کہ کیا امام مالکؒ حکام کے پاس جایا کرتے تھے؟ فرمایا نہیں! البتہ اگر انہیں بلایا جاتا تو چلے جاتے، امام سے پوچھا گیا کہ آپ ان کے پاس جاتے ہیں؟ فرمایا پھر حق بات کون کرے گا۔(۲۰۷)

۱۶۵...... پیچھے گذرا ہے کہ امام مالکؒ کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کے قائل نہ تھے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ میں ہاتھ دھونے کو منع نہیں کرتا لیکن اس بات کو منع کرتا ہوں کہ اسے واجب کی طرح سمجھا اور کیا جائے۔ (کیونکہ یہ حدّ شرعی سے تجاوز ہے) (ص:۲۱۰)

۱۶۶......امام مالکؒ کا خلیفۂ وقت مہدی کے پاس جانا ہوا پانی پینا چاہا تو ایک ایسے خوبصورت پیالہ میں پانی لایا گیا جس پر چاندی کا حلقہ تھا۔ امام مالکؒ نے اس میں پانی پینے سے انکار کر دیا تو دوسرا پیالہ مٹی کا لایا گیا جس سے امام مالکؒ نے پانی پیا۔

۱۶۷......ابراہیم بن یحییٰ العباسی گورنر مدینہ نے امام مالکؒ سے ایک دینی تحریر لکھوائی امام مالکؒ نے لکھکر دیدی۔ کچھ عرصہ بعد ابراہیم نے عرض کیا کہ وہ تحریر گم ہوگئی ہے آپ دوبارہ لکھدیں تو امام نے دوبارہ لکھنے سے انکار کر دیا اور فرمایا یہ بھی گم ہو جائیگی۔ پرانی تحریر ہی تلاش کرو۔ (کچھ عرصہ بعد وہ تحریر مل بھی گئی)

۱۶۸......امام مالکؒ زبردست صاحب فراست تھے۔ ایک نظر میں آدمی کو

(۱) قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ وتلك حدود اللّٰه فلا تعتدوها ومن يتعدّ حدود اللّٰه فأولئك هم الظالمون۔

پہچانتے تھے، امام شافعیؒ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا، اے محمد اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور گناہوں سے بچتے رہنا کیونکہ تمہارا دنیا میں ایک مقام ہوگا...... اپنے تین شاگردوں کی طرف دیکھ کر فرمایا یہ ابن غانم اپنے علاقہ کے قاضی ہونگے۔ بہلول کے بارے میں فرمایا یہ اپنے شہر کے عبادت گذار لوگوں میں ہونگے اور ابن فروخ کے بارے میں فرمایا کہ یہ اپنے علاقہ کا فقیہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

رحمه الله تعالى ورضى عنه وأرضاه وعوّضه عن خدماته الجليلة كما يحبّه ويرضاه ورحم الله تعالى الائمة الأربعة وجميع الفقهاء والمحدثين وأوليائه المتقين وسلفنا الصالح وجزاهم عنا خير الجزاء من عنده ووفقنا لإتباعهم بإحسان وحكمة وتقوىٰ وتفقه واخلاص ربنا اغفرلنا ولإخواننا الذين سبقونا بالإيمان ولا تجعل فى قلوبنا غلّا للذين آمنوا ربنا انك رؤوف رحيم ـ والحمدلله رب العالمين۔